HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Bi-Annual) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)

Home Page: http://habibiaislamicus.com

Approved by HEC in Y Category

Indexed: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY

Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

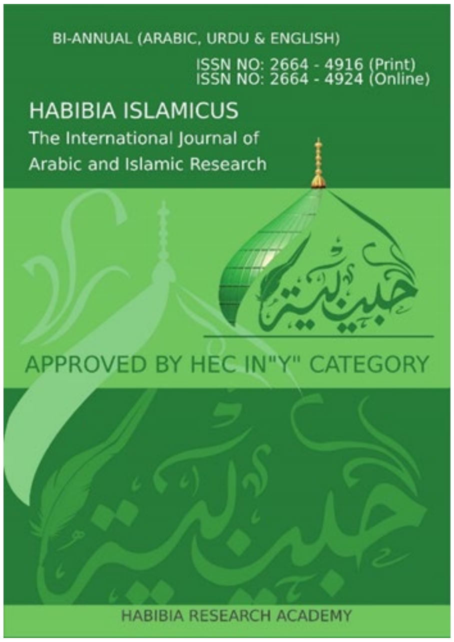

TOPIC:

POST IMPLEMENTATION CHALLENGES TOWARDS EXTERNAL SHARIAH AUDIT IN PAKISTAN: A SYNTHESIS OF EXPERTS VIEWS - II

پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے نفاذ کے بعد اس کو درپیش چیلنجز کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں عملی جائزہ- حصہ دوم

AUTHORS:

1. *Umar Saeed, PhD Scholar in Islamic Business and Finance, Institute of Management Sciences, Peshawar. Email: saeedorakzai88@gmail.com ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-4349-4250*
2. *Muhammad Ismail, PhD Scholar in Islamic Business and Finance, Institute of Management Sciences, Peshawar. Email: muhammadismailrashid@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-2020-1443*
3. *Dr. Zohra Jabeen, Assistant Professor, Institute of Management Sciences, Peshawar. Email: zohra.jabeen@imsciences.edu.pk , ORCID ID: https://orcid.org/0000-0002-3948-7392*

HOW TO CITE: *Saeed, Umar Saeed, Zohra Jabeen, and Muhammad Ismail. 2021. "POST IMPLEMENTATION CHALLENGES TOWARDS EXTERNAL SHARIAH AUDIT IN PAKISTAN: A SYNTHESIS OF EXPERTS VIEWS - II:* پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے نفاذ کے بعد اس کو درپیش چیلنجز کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں عملی جائزہ-حصہ دوم*". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 5 (3):1-18. https://doi.org/10.47720/hi.2021.0503u01.*

URL: http://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/186

Vol. 5, No.3 || July –September 2021 || P. 1-18

Published online: 2021-07-10

QR. Code

POST IMPLEMENTATION CHALLENGES TOWARDS EXTERNAL SHARIAH AUDIT IN PAKISTAN: A SYNTHESIS OF EXPERTS VIEWS - II

پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے نفاذ کے بعد اس کو درپیش چیلنجز کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں عملی جائزہ-حصہ دوم

Umar Saeed, Muhammad Ismail, Zohra Jabeen

ABSTRACT

Providing its services in accordance with the principles of Shariah and maintaining the trust of stakeholders is essential for the existence of Islamic financial institutions. Islamic banks should be run under an integrated and regulated standard system called Shariah Governance Framework (SGF) The SBP, AAOFI and IFSB have proposed separate governance frameworks, However, the framework issued by the SBP is characterized by the fact that external Shariah audit is an important component of it which to ensure the independent and sovereign accountability of Islamic financial institutions. This means that Islamic financial institutions will no longer be content with internal sources such as internal Shariah audits and reviews to verify Shariah compliance, but will necessarily have to verify it with a third external party called an external Shariah audit. But after the mandatory implementation of this type of audit in Pakistan, there are many problems such as disinclination of experts, uniformity in the duration of audit and burden of responsibilities, non-standardization in the affairs of Islamic financial institutions, lack of precautionary measures taken by regulators, lack of curriculum and proper training, lack of detailed framework or format and lack of career counseling etc. This research paper covers these difficulties in the light of expert opinions.

KEYWORDS: External Sharia Audit, Islamic Banking, Issues in Shariah Governance, Pre Implementation, SGF, Shariah Audit

تیسرا حصہ

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ پر اٹھنے والے اعتراضات

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی لازمی تنفیذ کے بعد مختلف حلقوں کی جانب سے اس پر اعتراضات اور سوالات اٹھائے جاتے ہیں ان میں سے چند چیدہ چیدہ سوالات یہ ہیں:

خود مختاری(Independency)

جس طرح اسلامی مالیاتی اداروں کے شریعہ کمیٹی کے ممبرز کے خود مختاری پر سوالات اٹھائے گئے ہیں کہ کیسے ایک شریعہ ممبر اپنی ذمہ داری کی ادائیگی میں شفافیت کا مظاہرہ کرے گا درانحالیکہ وہ اس مالیاتی ادارے کے ماتحت ہوتا ہے اور اس کے عزل ونصب کا اختیار بھی اس ادارے کے ہاتھ میں ہوتا ہے اس پر مستزاد اس ممبر کے مالی مفاد بھی اس ادارے سے وابستہ ہو چنانچہ ایسی حالت میں دی گئی کسی بھی فتویٰ میں کم ازکم یہ شائبہ ضرور ہوگا کہ اس نے ادارے کے مالی مفاد کا خیال رکھ کر اس کو فائدہ پہنچانے کے کوشش کی ہے۔ اسی طرح اگر ہم ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے ایس بی پی کی طرف سے مقرر کردہ طریقہ کار کو بغور پڑھیں تو اس سے معلوم ہوگا کہ ایزا میں ان فتوؤں کو بھی چیک کیا جاتا ہے جو کہ کسی مالیاتی ادارے کے شریعہ بورڈ یا اس کے ممبر نے جاری کئے ہوتے ہیں اور اس بات کا اطمینان کیا جاتا ہے کہ اس مالیاتی ادارے کا نظام العمل ان فتوؤں کے مطابق ہے یا نہیں۔ یہاں سے پھر وہی مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی کو اپنے کئے کے احتساب کا کیسے ذمہ دار بنایا جاسکتا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ اسلامی معیشت اور بینکاری کے

ماہرین نے اس طرز سے عمل کھل کر اختلاف کیا ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ایزا کے لیے ایک ایسا طریقہ کار وضع کیا جائے جس میں کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے جملہ مالی وغیر مالی معاملات کا ازادانہ طور پر فریق ثالث سے جائزہ اور معائنہ کرایا جائے کہ آیا حقیقت میں یا فی الواقع اس مالیاتی ادارے کے معاملات کے شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے بھی یا نہیں؟ یہ ازادانہ رائے کا قیام اس لیے بھی ضروری ہے کہ اس سے کھاتہ داروں اور گاہکوں کا اعتماد اور اطمینان ان اداروں پر بڑھ جاتا ہے برخلاف پہلی صورت میں جہاں مالیاتی اداروں کے معاملات کو شریعہ ممبر کے فتوؤں کی روشنی میں چیک کیا جاتا ہے، کہ وہاں کھاتہ داروں یا گاہکوں کا اعتماد کمزور ہوتا جارہا ہے۔

قابلیت یا درکار صلاحیت کا فقدان (Lack of competency)

رحمان(۲۰۱۲) نے اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے کہ ہونا تو یہی چاہئے کہ ایکسٹرنل آڈٹ میں معاملات کا ازادانہ جائزہ لیا جائے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ ایکسٹرنل آڈیٹر کے شرعی نولج کا مستویٰ اتنا ہو کہ قابلیت میں شریعہ بورڈ کے کسی بھی ممبر سے وہ کم نہ ہو یا کم ازکم اس کے پاس اتنا شرعی علم ہو کہ وہ فقہ کے اہم اور مشکل مباحث کو سمجھ سکیں اور اسلامی مالیاتی اداروں کے سیاق میں ان کے تنفیذ کے عملی پہلو سے باخبر ہو کہ آیا یہ معاملات اسلامی مالیاتی ادارے کے اپنی ہی شریعہ بورڈ کی طرف سے جاری کردہ احکامات اور فتوؤں سے ہم آہنگ ہے یا نہیں؟ چنانچہ اگر کسی آڈیٹر کا علمی مستویٰ مذکورہ بالا لیول کے مطابق نہ ہو تو وہ کیسے کسی معاملے کے شرعی یا غیر شرعی ہونے کے بارے میں رائے دے سکتا ہے۔ یہاں اس ضمن ایک اور مشکل بھی درپیش ہے کہ ایکسٹرنل آڈٹ کے لیے یہ صرف یہ کافی نہیں ہے کہ آڈیٹر کے پاس شرعی معلومات یا علم ہو بلکہ اس کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو مروجہ آڈیٹنگ کے قواعد وضوابط کا ضرورت کے درجے میں علم ہو کیونکہ معاملہ صرف شرعی علم کا نہیں ہے اس لیے کہ کسی معاملے کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے تمام پہلو سے رائے دہندہ باخبر ہو چنانچہ ایسے آڈیٹرز جن کے پاس صرف شرعی علم ہو ان کے لیے مروجہ آڈٹ کے اصول وضوابط اور ان کے عملی صورتوں کے بارے میں مناسب ٹریننگ کی ضرورت ہے۔[1]

ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے تنصیب کے لیے معیار کا نہ ہونا

شریعہ آڈٹ چاہے انٹرنل ہو یا ایکسٹرنل، اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات کو شریعہ کے اصولوں کے مطابق چلانے کو یقینی بناتا ہے لیکن ایس جی ایف نے شریعہ آڈیٹر کی ہائرنگ کے لیے کسی قسم کا کوئی پیمانہ مقرر نہیں کیا ہے جس کی وجہ سے آڈیٹر کی صلاحیت پر ایک سوالیہ نشان پیدا ہوتا ہے، اس پر اگر ہم شرعی پہلو سے بات کریں تو ایک ناتجربہ کار آڈیٹر معاملات اور ٹرانزکشن کا درست محاسبہ نہیں کرسکتا لہذا اس صورتحال میں شریعہ کے اہم اصول "امانۃ" کی خلاف ورزی ہورہی ہے اور ایسے ناتجربہ کار اڈیٹر کی رپورٹ پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔۔ چنانچہ ضروری ہوا کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کی تنصیب کے لیے کم ازکم معیار مقرر ہونا چاہئے۔[2]

ایزا رپورٹ کو مشتہر کرنے پر پابندی لگانا

اسلامی مالیاتی اداروں اور ان کے گاہکوں کے درمیان اعتماد کا ایک رشتہ قائم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گاہک اس بابت مطمئن ہوتا ہے کہ ادارے اس کے فنڈز اور ڈیپازٹ کا منافع بخش حلال جگہوں میں سرمایہ کاری کرے گا اسی اعتماد کا شاخسانہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی مالیاتی اداروں کے پاس

ڈیپازٹ کا حجم مسلسل بڑھتا جارہا ہے۔ اس اعتماد کی اہم وجہ ان قد آور علماء کرام کی سرپرستی ہے جو پوری دنیا میں اسلامی مالیاتی نظام کے بانیان میں سے ہیں اور یہ خالصتاً عقیدت کے بنیاد پر قائم ودائم ہے جس کے فوائد اور نقصانات دونوں اپنی جگہ مسلم ہیں۔ ایس بی پی نے ان اداروں پر گاہکوں کا اعتماد بڑھانے کے لیے ایک خالص مادی طریقہ اپنایا ہے جس کو ایزا کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسٹمرز کو اعتماد دلایا جاتا ہے کہ آپ کا سرمایہ حلال جگہوں میں لگایا جاتا ہے اور ادارہ اس حوالے سے کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتتا ہے اور دلیل اس پر یہ ہے کہ اس ادارے کے جملہ معاملات کا ایک تیسرے فریق کے ذریعے تصدیق کی جاچکی ہے کہ وہ شریعت کے اصولوں کے مطابق ہے، اور اگر وہ ادارہ شرعی احکامات پر عملداری کے حوالے سے کسی قسم کی کوتاہی کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کو فریق ثالث کے ذریعے ایس بی پی یا دیگر منتظمین کے علم میں لایا جاتا ہے اور اس کے خلاف مناسب تادیبی کاراوائی کی جاتی ہے۔ اس تفصیل کے بعد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایزا کی رپورٹ کی روشنی میں ایس بی پی اجمالاً کسی ادارے کے جملہ معاملات کے بارے میں ان کے گاہکوں کو اعتماد دلاتا ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ہے اور اگر ایزا کی طرف سے کسی کمی کوتاہی کی نشاندہی کی گئی ہو تو اس کو اندرون خانہ حل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس مسئلہ کو پبلک کے سامنے نہیں لایا جاتا، جس کالازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایس بی پی کی طرف سے ایزا کی رپورٹ مشتہر کرنے کی اجازت نہیں ہے جس سے اعتماد کے بجائے بداعتمادی کی فضا پیدا ہوتی ہے جو اسلامی مالیاتی اداروں کے لیے زہر قاتل کے مانند ہے۔ اگرچہ ایس بی پی نے معقول وجوہات کی بناپر اس کے مشتہر کرنے سے روکا ہے تاکہ لوگ اپنی فہم اور سوچ کے مطابق اس کی تشریح نہ کر پائے لیکن اہل علم کے ہاں اس فیصلے پر کئی معقول سوالات کے پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے۔

پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی راہ میں حائل رکاوٹیں

پاکستان میں ایزا کے نفاذ کے حکم کے بعد دیکھا گیا ہے کہ عملی طور پر اس کی نفاذ میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں جن کی وجہ ایزا اپنی مطلوبہ مقاصد موئثر طریقے سے حاصل نہیں کر پائیں۔ اس راہ میں حائل چند بڑی بڑی رکاوٹیں مندرجہ ذیل ہیں:

- لٹریچر، رجال کار کی کمی اور شریعہ آڈیٹر کے لیے درکار دیگر ضروری صلاحیتیں (ایزا کے لیے درکار صلاحیتوں کا فقدان)

محمد احمد کے مطابق آڈٹ کی نفاذ میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ لٹریچر کی عدم دستیابی ہے جو آڈٹ پروسس، ہدایات اور آڈٹ کے لیے درکار کم سے کم کوالیفیکیشن کے حوالے سے راہ نمائی کر سکیں۔ اسی طرح آڈٹ کے لیے درکار رجال کار اور ان کے صلاحیتوں کا بھی فقدان ہے۔[3] کسی بھی ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے لیے ضروری ہے کہ اس کے پاس اسلامک بینکنگ کے اپریشنز سے کماحقہ واقفیت ہو اور ساتھ میں آڈٹ کے لیے درکار شریعہ علم بھی حامل ہو۔ کیونکہ ایزا کا ایک نکاتی ایجنڈا صرف یہ ہے کہ وہ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے جملہ معاملات کا شریعت کے اصولوں اور فتوؤں سے تصدیقی موازنہ کریں اور پھر اس حوالے سے اپنی ازادانہ رائے قائم ہے اور ظاہر ہے کہ اس تصدیقی عمل کے لیے خود آڈیٹر کے پاس شریعت کا علم ہونا چاہئے بالخصوص اسلامی مالیات سے متعلق مناسب علم کا ہونا ازحد ضروری ہے۔ ورنہ وہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ کسی اسلامی مالیاتی ادارے کے معاملات کا شریعت کے مطابق ہونے یا ہونے کے بارے میں رائے دے۔ ایسی صورتحال میں وہ لامحالہ اس اسلامی مالیاتی ادارے کے انٹرنل اڈٹ پر اعتماد کرے گا جس سے ایزا کے نفاذ کا بنیادی مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ اس پر مستزاد کسی بھی ادارے کا آڈٹ کرنے سے پہلے ایک جامع اڈٹ پلان کا مرتب کرنا ضروری ہوتا ہے جس میں ادارے کے ایسے کھاتوں یا ڈیپارٹمنٹس کو آڈٹ کے لیے چنا جاتا ہے جہاں غبن یا انسانی کمی کوتاہیوں کا وقوع ممکن ہو۔ کنونشنل اڈٹ میں ایکسٹرنل اڈیٹر کے پاس چونکہ مروجہ مالیاتی نظام کا کافی شافی علم ہوتا ہے اس لیے وہ جلد از جلد ایسے مشتبہ مواقع کو اپنا ہدف

بنا سکتا ہے بر خلاف ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے کہ جہاں شریعہ آڈیٹر کے پاس شرعی علم نہیں ہوتا لہٰذا ان کو ایسے اہداف معلوم کرنے میں کافی دشواری پیش آتی ہے جہاں غبن یا انسانی کمی کوتاہی کا وقوع ممکن ہو۔ اس لیے وہ محتاج ہوتا ہے کہ اپنا اڈٹ پلان ان معلومات کی بنیاد پر بنائے جو معلومات اس کو وہ متعلقہ ادارہ فراہم کریں اور اس صورت میں اڈیٹر کے خود مختاری اور خود انحصاری پر سوالات اٹھنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اس باب میں رجال کار ہیں وہ دو انتہاؤں پر ہیں بعض ایسے ہیں کہ جن کے پاس وافر مقدار میں صرف شرعی علم ہے یعنی شرعی احکام کا علم ہونے کی لحاظ وہ ماہر ہیں جبکہ دیگر بعض ایسے ہیں کہ جن کے پاس صرف مروجہ اڈٹ کا تفصیلی علم ہوتا ہے لہذا ایزا کے موثر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ان دو انتہاؤں کو ختم کرکے ایکسٹرنل اڈٹ کے لیے ایک رجال کار تیار کی جائے جن کے پاس مناسب شرعی علم ہونے کے ساتھ ساتھ مروجہ اڈٹ کے بھی ماہر ہوں۔ لیکن عملاً اس طرح کے صورتحال کا واقع ہونا ناممکن تو نہیں لیکن مشکل ضرور ہے اور اگر مشکل نہ بھی ہو تب بھی شریعہ آڈیٹر کے لیے اس طرح کا علمی معیار مقرر کرنا دوسرے کئی بڑی خرابیوں کو جنم دیتا ہے جو ایزا کے نفاذ میں اس سے بڑھ کر رکاوٹ بن جاتی ہے مثلاً:

- رازداری کا فقدان

جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ ایزا کے نفاذ کے لیے ایسے رجال کی تیاری ضروری ہے جن کے پاس شرعی علم ہونے کے ساتھ ساتھ مروجہ اڈٹ کا علم بھی ہو۔ اس معیار پر اترنے والے لوگ صرف اور صرف وہ ہوسکتے ہیں جو عملاً کسی مالیاتی ادارے کے ساتھ منسلک ہو اور ان کے پاس اسلامی مالیات اور ادارے کے مالی معاملات کا کافی شافی معلومات ہو، ایس بی پی ہدایات کے مطابق کوئی ایسا شخص جس کا کسی مالیاتی ادارے کے ساتھ کسی بھی قسم کا مفاد وابستہ ہو وہ اس ادارے کے اڈٹ کے لیے نامزد ہو سکتا ہے اور نہ ہی ایسے آڈٹ فرم کے ساتھ بطور آڈٹ ٹیم ممبر وابستہ ہو سکتا ہے جو اس ادارے کا آڈٹ کرنے جا رہا ہے۔ البتہ ایسا شخص اپنے مالیاتی ادارے کے علاوہ دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کا آڈٹ کر سکتا ہے جو کہ مالیاتی اداروں کے لیے کسی بھی صورت میں قابل قبول نہیں۔ کیونکہ بطور آڈیٹر کسی ادارے کا سارا سارا ظاہری اور پوشیدہ دونوں قسم کا ریکارڈ اس کے سامنے آجاتا ہے اور ظاہر ہے کوئی بھی ادارہ ایسا ریکارڈ اپنی حریف کے ساتھ شریک کرنے پر رضامند نہیں ہوگا۔

- ایزا کے دائرہ کار اور طریقہ کار کے حوالے سے پایا جانے والا ابہام

ایزا کی راہ میں ایک اور بڑی رکاوٹ اس کے دائرہ کار کے حوالے سے پایا جانے والا ابہام ہے یعنی ایس بی پی کی طرف سے جاری کردہ ایس جی ایف ۲۰۱۵ میں یہ بات واضح نہیں ہے کہ آیا ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر صرف معاملات کی کمپلائنس کو دیکھے گا یا دیگر چیزوں مثلاً فائنانس اور آئی کو بھی دیکھے گا۔ اسی طرح ایزا کے طریقہ کار میں بھی ابہام ہے کہ آڈٹ کرنے کے لیے کن فارمیٹس پر عمل کیا جائے گا۔

Discussions and Analysis

ریسرچ پیپر کے اس حصہ میں ماہرین سے کی جانے والے انٹرویوز کی روشنی میں پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور چیلنجز کا تجزیہ پیش کیا ہے۔

انٹرویوز کی نتیجے میں شرکاء نے جن چیلنجز کی نشادہی کی ہے ان میں رجال کار کی کمی، مالی پیکجز کا مارکیٹ سے کم ہونا، ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا، مناسب تربیت کا فقدان، تعلیمی اداروں میں نصاب سازی کا نہ ہونا، اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت، آڈٹ کے لیے سٹینڈرڈائزڈ فارمیٹ کی عدم دستیابی، ذمہ داریوں کا بوجھ اور کیریئر کونسلنگ کا فقدان سر فہرست ہیں۔ ذیل میں ترتیب وار تمام چیلنجز کا تذکرہ کیا جائے گا۔

ا۔ماہرین کی بے رغبتی

اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگ جن کے پاس شریعہ اور مروجہ آڈٹ دونوں کا خاطر خواہ علم ہو وہ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے میں دلچسپی نہیں لیتے بلکہ وہ اس فیلڈ کو بطور آخری سہارا کے استعمال کرتے ہیں اس کے کئی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً:

- نسبتاً مالی پیکیجز کا کم ہونا
- ترقی کے مواقع کا فقدان

اس بابت شریک نمبر (4) کا موقف یہ تھا کہ "میں عرصہ چار سال سے اس فیلڈ میں کام کر رہا ہوں، ایس جی ایف کے بالعموم اور ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے تنفیذ سے بالخصوص اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات میں پہلے سے بہت بہتری دیکھنے میں آئی ہے اور اس میں مزید بھی بہتری لائی جا سکتی ہے لیکن اس سلسلے میں ریگولیٹر، اسلامی مالیاتی ادارے، آڈٹ فرمز اور خود ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹرز کو کئی چیلنجز درپیش ہیں یہاں خاصکر اگر ہم ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو درپیش چیلنجز کی بات کریں تو میری ذاتی مشاہدہ اور تجربہ میں جو چیزیں آئی ہے وہ آپ کے ساتھ شیئر کرتا ہوں مثلاً:

پہلا چیلنج جو بہت اہم بھی ہے اور اس کو دور کرنا انتہائی ضروری بھی، وہ ہے مالی پیکجز یا تنخواہ اور دیگر مراعات میں نسبتاً کمی۔۔۔۔اور یہی وہ چیز ہے جو اچھے خاصے اور ذی استعداد لوگوں کو اس طرف آنے سے روکتی ہے۔۔اس میں کوئی شک نہیں کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی وجہ سے اسلامی مالیاتی ادارے اپنے جملہ مالی وغیر مالی معاملات میں شفافیت لانے کے لیے کوشاں ہیں اور ان کے سروں پر ہمیشہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کا خوف سوار ہوتا ہے اور یہ تب ہوتا ہے جب متعلقہ آڈٹ فرم کی ہیومن ریسورس کیپیسٹی مضبوط ہو آڈٹ کے پینل پر ایسے شریعہ آڈیٹرز ہو جو نہ صرف شرعی علوم پر دسترس رکھتے ہوں بلکہ وہ مروجہ مالیاتی امور اور بینکنگ اپریشنز کو کماحقہ جانتے ہو اور ظاہر ہے ایسے لوگ اپنی فیلڈ کے کریم اور چننے ہوئے لوگ ہوتے ہیں جن کو ان کی قابلیت کے مطابق مراعات دینی ضروری ہیں۔۔۔لیکن فیلڈ میں ہوتا ہے کیا ہے کہ آڈٹ فرمز ہر ایسے بندے کے تلاش میں ہوتے ہیں جو بارگیننگ کے پوزیشن میں ہو اور فرم کو یہ توقع ہو کہ وہ کم سے کم مالی پیکج پر راضی ہو گا بھلے وہ پارٹ ٹائم کام کرنے والا ہی کیوں نہ ہو۔۔دوسری طرف اس فیلڈ میں قابل اور ذی استعداد لوگوں کا آنا کمیاب ہوا کیونکہ ان معمولی مالی مراعات میں ان کا گزر بسر مشکل ہو تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ہر وہ بندہ جس کو کسی بھی دوسرے ادارے میں نااہلی یا زیادہ مالی مطالبات کی وجہ سے جگہ نہ مل سکا وہ آخری سہارے کے طور پر آڈٹ فرمز کو جوائن کرنے پر مجبور ہوتا ہے اور مجبوری میں جو بھی کام انسان کرتا ہے اس کام میں اس کی ذاتی دلچسپی باقی نہیں رہتی اور اس ذمہ داری کو محض ایک بوجھ سمجھ کر اتارنے کی کوشش کرتا ہے۔یوں مالی مراعات کی کمی اگر ایک چیلنج ہے تو کام میں عدم دلچسپی، ذی استعداد اور اپنے پیشے سے مخلص لوگوں کا اس فیلڈ میں نہ آنا اس سے بڑھ کر دوسرا چیلنج ہے۔

اسی کے ضمن میں ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ شریعہ آڈیٹر کے لیے ترقی کے راہیں مسدود ہیں یعنی وہ جس پوسٹ پر روز اول سے بھرتی ہوتا ہے اپنی کیئریر کے اس تمام عرصہ میں وہ اسی ایک پوسٹ پر براجمان ہوتا ہے وہ جتنا بہتر پرفورم کیوں نہ کرے اسکو مادی طور پر اس کا کوئی صلہ نہیں ملتا ۔۔برخلاف دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کے کہ وہاں کوئی بھی ایمپلائی اپنی کارکردگی کی بنیاد پر تدریجاً ترقی کے منازل طے کرتے ہوئے شریعہ ایڈوائزر کی پوسٹ تک جا پہنچتا ہے پہلے پہل ایک بندہ شریعہ آفیسر بھرتی ہوتا ہے پھر وہ انٹرنل شریعہ آڈیٹر بن جاتا ہے پھر ترقی کرتے ہوئے وہ شریعہ بورڈ کا

ممبر بن جاتا ہے اس کے بعد وہ کل وقتی شریعہ ایڈوائزر بن جاتا ہے جسکو ار ایس بی ایم بھی کہا جاتا ہے اور بالآخر وہ شریعہ ایڈوائزر کی سیٹ پہ آ بھیٹتا ہے ۔تو دیکھیں ترقی کا یہ تدریجی پروسس دیگر اسلامی مالیاتی اداروں میں تو موجود ہے جس کی وجہ سے اچھے اچھے ذی استعداد اس طرف آنے کی کوشش کرتے ہیں جب کہ ترقی کا یہ عمل آڈٹ فرمز میں مفقود ہے جس کی وجہ سے لوگوں کی دلچسپی اس فیلڈ میں ختم ہوتی جارہی ہے اور لوگ اس طرف آنے سے کتراتے ہیں۔"

شریک نمبر (3) کی رائے یہ تھی کہ "دراصل جس طرح مالی پیکیجز اور مراعات بینکس میں ہوتے ہیں آڈٹ فرمز کے اندر ان کا آدھا حصہ بھی نہیں دیا جاتا اور یہ تمام اڈٹ فرمز کی مشترکہ کمزوری ہے کہ وہ مالی مراعات بہت کم دیتے ہیں جس کی وجہ سے شریعہ اڈیٹر کے پاس اسی انڈسٹری میں متبادل کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسلامک بینکس کے کہ پہلے پہل وہاں مراعات قدرے بہتر ہوتے ہیں دوسرا ہر ملازم کے پاس قدرے بہتر متبادل کا آپشن کھلا رہتا ہے وہ اپنی تجربہ اور کارکردگی کی بنیاد پر کسی دوسرے بینک کو اچھی پیکج کے بدلے جوائن کر سکتا ہے اور ساتھ ساتھ اس کو ترقی کے مواقع بھی یکساں میسر آتے ہیں جبکہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے لیے آڈٹ ہی میں رہتے ہوئے ترقی کا کوئی موقع ہاتھ نہیں آتا۔۔۔یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ ایک بندہ کسی اسلامی بینک کے نوکری کو بخوشی قبول کرتا ہے جبکہ کسی آڈٹ فرم کی نوکری یا اڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے سے کتراتا ہے۔شریعہ آڈٹ کی طرف لوگ بامر مجبوری آتے ہیں اپنی خواہش سے نہیں (یعنی میں نے کم ہی لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنی ذاتی دلچپسی کی وجہ سے اس فیلڈ میں آئے ہو) کیونکہ شریعہ اڈیٹر کے لیے آڈٹ فرمز کی طرف سے اہلیت کا کوئی پیمانہ مقرر ہے اور نہ ہی کوئی حوصلہ افزا مالی پیکج، چونکہ وہ مجبور ہوتا ہے اور ان فرمز کو تو ایسا ہی مجبور بندہ درکار ہوتا ہے جو کم سے کم مالی پیکج پر راضی ہو۔ بعض اوقات کیا ہوتا ہے کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ میں وہ آدمی آتا ہے جو کہی نوکری نہیں مل رہی ہوتی ہے اس کے پاس کولیفیکیشن تو ہے لیکن وہ نہ بینک میں آسکا، نہ وہ انٹرنل شریعہ آڈٹ میں آسکا، نہ وہ شریعہ کمپلائنس آفیسر بن سکا نہ وہ کسی کمپنی میں کام کرسکا اس کو کہی بھی جاب نہیں ملی وہ ایک بے کار پرزہ تھا کہی بھی فٹ نہیں آسکتا تھا تو وہ سوچتا ہے چلو یار ویسے فارغ بیٹھے ہو جاب کہی نہیں مل رہی آڈٹ فرم جوائن کرو۔ فرم جوائن کرنے کے بعد جب وہ فیلڈ میں جاتا ہے تو پھر بینکس کے شریعہ بورڈ کے ساتھ خوامخواہ پنگے لے رہا ہوتا ہے، جس کی علت اس کے پاس مطلوبہ علم اور ذاتی دلچپسی کا فقدان ہوتا ہے۔"

شریک نمبر (2) کے ہاں ایک چیز، جو کسی حد تک اثر انداز ہوتی ہے اور نہیں بھی ہوتی، یہ ہے کہ "جو ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ فرمز ہیں ان کے اندر پے سکیل کافی کم ہے اور یہ بڑی واضح سی بات ہے کہ آپ جتنا اچھا پیکج دیں گے اتنا ہی پرفارم کرنے والے اور ان کی صلاحیتوں پر فرق پڑے گا۔ اس کام کے اندر ان کی دلچپسی پیدا ہو جائے گی وہ اچھا پرفورم کرے گا لہذا اس بارے میں غور و فکر ہونی چاہیے اور ان کے لیے (یعنی ایکسٹرنل شریعہ اڈیٹر کے لیے) بھی معقول معاوضہ مقرر ہونا چاہیے۔ شریک نمبر (2) کا مزید کہنا تھا کہ ایک آخری چیز جو میرے خیال میں ان تمام مسائل کا حل بھی ہے جن کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ یہ کہ ہمارے ہاں جو اڈٹ فرمز کام کر رہی ہیں خصوصاً بگ فور یا ٹاپ ٹین، ان کی لسٹنگ اور رینکنگ کے لیے ایک معیار مقرر کرنا چاہیے۔ سٹیٹ بینک، ایس ای سی پی اور آئی کیپ کی خصوصی توجہ اس بات کی طرف ہو کہ اگر کوئی آڈت فرم بگ فور یا فائیو یا ٹاپ ٹین کا کا ٹائٹل مینٹین کرنا چاہتا ہے تو ان کے لیے اس معیار پر پورا اترنا ضروری ہے اور اس معیار کے مینڈیٹری ریکوائرمنٹ یہ ہونے چاہیے:

- ہیومن ریسورس کیپیسٹی(کسی آڈٹ فرم کے پاس آڈیٹر جتنے زیادہ تعداد میں ہو وہ فرم اور آڈیٹر اچھا پرفورم کرے گا اور دونوں پر ذمہ داریوں کا بوجھ ہلکا ہو جائے گا۔ ورنہ فیلڈ میں دیکھا گیا ہے کہ آڈٹ فرم کے پاس ایک یا دو آڈیٹر ہوتے ہیں اور ان کو کئی مالیاتی اداروں کا آڈٹ مختصر مدت میں کرنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان پر کام کا بوجھ بڑھ جاتا ہے جو بیک وقت ان کی کارکردگی اور افیشینسی کو متاثر کرتا ہے)
- مارکیٹ کے مطابق معاوضہ کی فراہمی
- مناسب پیشہ وارانہ ٹریننگ
- آڈیٹر کی تعلیمی کیفیت(یعنی وہ جید مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ آڈٹ کے مروجہ پریکٹسیز سے بھی بخوبی آگاہ ہو اور کسی عالمی معیاراتی ادارے کا سند یافتہ بھی ہو)
- آڈٹ کا تجربہ وغیرہ

تو دیکھے اس میں وہ تمام مسائل اور مشکلات خود بخود حل ہو جائینگے جو اس وقت آڈٹ انڈسٹری کو درپیش ہیں۔"

شریک نمبر (1) ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو درپیش اس چیلنج کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار یوں کر رہا ہے کہ" مشکل تو ہمارے ہاں external sharia audit کے جو firms ہیں ان کے پاس HR کا issue ہے کیونکہ ان کے پاس HR کی شدید کمی ہے اور جو ہے بھی وہ مطلوبہ درجے تک کے competent نہیں ہیں اور جو کمپیٹنٹ ہے ان کا اس فیلڈ کی طرف کوئی ذاتی رغبت اور شوق نہیں ہے اس لئے کہ competency لی جاتی ہے انڈسٹری کے اندر رہ کر کام کرنے سے اور بدقسمتی سے ہمارے Audit firms اپنی Salaries کے حساب سے اور Packages کے حساب سے ایسے نہیں ہیں جو کہ انڈسٹری کو meet کر سکے۔ اس لئے جو بندہ ایک دفعہ بینک میں آجاتا ہے تو وہ پھر واپس اس firm میں جانے کے لئے تیار نہیں ہوتا اس کے علاوہ اگر آپ دیکھے تو اس فیلڈ میں ترقی کے مواقع نہ ہونے کے برابر ہے اس لیے جو بندہ آڈٹ فیلڈ کی طرف آجاتا ہے تو وہ اسی فیلڈ کا ہو کر رہتا ہے اور اس کا scope صرف audit ہی کا رہ جاتا ہے جبکہ بینک میں وہ یہاں کئی سارے کام خود ہی کر رہا ہوتا ہے تو اس کو سیکھنے اور آگے بڑھنے کے مواقع ہاتھ آجاتے ہیں۔ یہی وہ تمام وجوہات ہیں جن کی بنا پر عام طور پر audit firms کو اچھی resource نہیں مل پا رہی ہوتی۔"

شریک نمبر(2) کا مزید کہنا تھا کہ " آڈٹ کے اندر اگر موٹی موٹی بات کروں تو سب سے پہلی چیز ہیومن ریسورس کی کمی ہے جس طرح بینکوں میں ایک وافر مقدار میں شریعہ سکالرز موجود ہیں، ایسا ہی آڈٹ فرمز میں بھی دوہرا تعلیم یافتہ لوگوں کی ضرورت ہے میں نے اچھے بھلے ذی استعداد لوگوں کو دیکھا ہے جو اس طرف آنے سے کتراتے ہیں اور میرے اس بے رغبتی کے جو وجوہات اور اسباب ہیں ان پر ہمیں غور کرنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ بے شک اس کمی کو دور دور کرنے لے لیے سٹیٹ بینک یا آئی کیپ کردار ادا کر سکتا ہے کیونکہ یہ کمی ریگولیٹرز کی مداخلت کے بغیر اس لیے پورا نہیں ہو سکتی کہ اس کے جو اسباب ہیں وہ ریگولیٹر ہی دور کر سکتا ہے مثلاً جو ایک دو اہم اسباب ہیں وہ ہیں مالی معاوضات یا تنخواہوں کی کمی اور ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا۔"

شریک نمبر(5) نے اس مسئلہ کے بارے میں کہا کہ" جیسے میں نے آپ سے صرف اتنا کہا کہ ایسے لوگ جو رسمی اور غیر رسمی دونوں تعلیمی کردار کے مالک ہوں وہ آڈٹ کی فیلڈ کی طرف آنا نہیں چاہتے اور میری ذاتی رائے تو یہی ہے کہ جب تک ہم اس کمی کو دور نہ کریں اور اس کے لیے مناسب اقدامات نہ اٹھائے تو شریعہ آڈٹ کما حقہ نافذ نہیں ہو سکتا۔۔ مختصراً اس کے چیدہ چیدہ اسباب گوش گزار کرتا ہوں اور یہ وہ تمام چیلنجز ہیں جس کا انڈسٹری کو اس وقت سامنا ہے مثلاً: آڈیٹرز کو جو مالی معاوضہ ملتا ہے وہ اس کے کام اور صلاحیت دونوں کی بانسبت بہت زیادہ کم ہے اور اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ اس تنخواہ میں سفید پوشی کی زندگی گزارنا بہت مشکل ہے۔اس فیلڈ میں چونکہ اکثر ہمارے کولیگز ہیں اور ان سے وقتاً فوقتاً ملاپ ہوتا ہے، جب بھی ان سے ملتے ہیں تو وسائل اور تنخواہ کی کمی کا رونا روتے ہیں۔ تو اس حساس مسئلہ کی طرف ریگولیٹر، آڈٹ فرمز اور ہمارے بڑوں کو متوجہ ہونا ہو گا۔ ورنہ مستقبل قریب میں رجال کار کی کھپت پڑ جائی گی۔ اور کمی تو پہلے سے ہے۔ ایک اور سبب یہ بھی ہے کہ آڈٹ میں رہتے ہوئے آپ کبھی ترقی نہیں کر سکتے میں اس فیلڈ میں چونکہ بذات خود رہا ہوں تو مجھے اس کے باریکیوں اور خامیوں کا خوب اندازہ ہے۔ جیسے ہمارے عسکری اداروں میں اگر کوئی سپاہی بھرتی ہوتا ہے تو وہ اسی پوزیشن پر ریٹائرڈ ہو جاتا ہے۔۔ ایسا ہی آڈٹ کا فیلڈ ہے۔۔ یہی وہ اہم اسباب ہیں جس کی وجہ سے اس فیلڈ کی طرف لوگوں کے آنے کا تناسب بہت کم ہے۔"

۲۔ آڈٹ کی دورانیہ میں یکسانیت اور ذمہ داریوں کا بوجھ

دوسری چیلنج جو ایزا کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ تمام مالیاتی ادارے چاہے وہ اسلامی ہو یا مروجہ، ان تمام کے آڈٹ کے لیے ریگولیٹر کی طرف سے ایک مخصوص مدت مقرر ہوتی ہے مثلاً پاکستان میں جون سے لیکر آگست تک تمام اداروں کا آڈٹ ہونا ضروری ہے اب پہلی بات تو یہ ہے کہ پاکستان میں اچھی ساکھ رکھنے والے آڈٹ فرمز معدودے چند ہیں جن کو تمام اسلامی مالیاتی اداروں کا آڈٹ کرنا پڑتا ہے، یوں ایک ہی آڈٹ فرم کو کئی اداروں کا آڈٹ کرنا پڑتا ہے۔ دوسری بات یہ کہ آڈٹ فرمز کے پاس شریعہ آڈٹ کرنے کے لیے مطلوبہ ہیومن کیپیسٹی نہیں ہے اس لیے کہ ہر فرم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ دو شریعہ آڈیٹر ہوتے ہیں (ہیومن ریسورس کے کمی کے پیچھے دو بنیادی عناصر مالی معاوضات کی کمی اور ترقی کے مواقع کا ناپید ہونا ہے) چنانچہ اگر وہ موجودہ ریسورسز کے ساتھ اگر آڈٹ کرتے ہیں تو اس مختصر دورانیہ میں اپنے محدود وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک آڈیٹر کو کئی بینکوں کی نگرانی کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اس پر کام اور ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے جو ڈائریکٹلی اس کی افیشنسی کو متاثر کرتا ہے۔

اس بارے میں شریک نمبر(4) رائے تھی کہ" ایک اور چیلنج جس کا اس انڈسٹری کو سامنا ہے وہ آڈٹ کا ٹائمنگ ہے یہ تو پہلے سے طے ہے کہ اس فیلڈ میں لوگوں کی کمی ہے اور اس پر مستزاد تمام اسلامی بینکس جو کہ تقریباً 21 ہیں کے آڈٹ کا دورانیہ اور وقت ایک ہی ہے۔ پاکستان میں اس وقت کوئی چار پانچ بڑے بڑے فرمز شریعہ آڈٹ آفر کرتے ہیں اور ہر فرم کے پاس زیادہ سے زیادہ دو آڈیٹر ہوتے ہیں تو آپ اندازہ لگائیں کہ سات آٹھ بندے دو تین مہینے کے عرصہ میں کیسے اتنے سارے اداروں کا اڈٹ کر سکیں گے۔۔ اور اسی سے جڑا ایک اور مسئلہ جس کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ بسا اوقات ایک آڈٹ فرم کے پاس زیادہ سے زیادہ دو ماہر شریعہ ایکسٹرنل آڈیٹر ہوتے ہیں، جنہیں مناسب مقدار میں آڈیٹر کی عدم دستیابی اور آڈٹ ٹائمنگ کی یکسانیت کی وجہ سے کسی بڑے اسلامی مالیاتی ادارے کے آڈٹ کرنے میں کافی مشکلات پیش آتے ہیں جس کی وجہ سے آڈیٹر پر ذمہ داریوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے اور ایک موقع پر وہ مزید پرفورم کرنے کے قابل نہیں رہتا۔"

شریک نمبر (1) کا کہنا تھا کہ " آڈٹ فرمز کی عملی دُشواریوں میں سے ایک یہ ہے کہ تمام بینکوں کے same year ends ہیں، دسمبر پر end ہیں۔ تو تقریباً22 بینک ہیں (ان میں سے کچھ تو مکمل اسلامی ہے اور کئی سودی بینکوں نے بھی اسلامک بینکنگ کی سروسز ونڈوز کی شکل میں دینی شروع کی ہے) اور ہمارے پاس big four firms ہیں ان کے علاہ پانچ چھ اور بھی ہیں اب ان سب کو ملالے تو انہوں نے تقریباً22 بینکوں کا آڈٹ کرنا ہے سو یہ ٹائم ان کے لئے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔ اس پر مستزاد آڈٹ فرم کا شریعہ ایڈوائزر ایک ہوتا ہے۔ اب ایک ہی شریعہ ایڈوائزر نے ایک ہی وقت میں 6 بینکوں کے آڈٹ کو supervise کرنا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک تو ان پر بوجھ بڑھ جاتا ہے اور دوسرا ان کی کارکردگی بھی متاثر ہو جاتی ہے۔۔ اس لیے کہ جب ذمہ داریاں زیادہ ہو تو وہاں افیشنسی کم ہوتی ہے۔"

شریک نمبر (5) نے کہا " کہ یہ جو دو اسباب (مالی معاوضہ کی کمی اور ترقی کے مواقع کا نہ ہونا) میں نے بتادیئے آپ کو یہ تقریباً ان تمام مفاسد اور مسائل کا جڑ ہے جو اسوقت اس فیلڈ میں درپیش ہے۔۔ جب ایک طرف تنخواہ اور مراعات کی کمی وجہ سے جب لوگ نہیں آئے گے اور دوسری طرف اسلامی مالیاتی اداروں کے حجم اور کمیت میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے تو مجبوراً چند ہی لوگوں کو بیک وقت ایک سے زیادہ اداروں یا فرمز سے منسلک ہونا ہو گا یوں ان پر پریشر بڑھے گا جس کی وجہ سے ان کا کارکردگی لازمی طور پر متاثر ہو گی۔۔ گو کہ مراعات کی یہ کمی کئی دیگر مفاسد کو جنم دیتی ہے۔"

۳۔ اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت

معاملات میں عدم یکسانیت کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں بالخصوص بنیکس کی طرف سے فراہم کی جانی والی خدمات مقابلہ سازی کی وجہ سے ایک دوسرے سے کسی حد تک مختلف ہیں چنانچہ کسی بینک کا شریعہ بورڈ ایک پروڈکٹ کی اجازت دے دیتی ہے جبکہ دوسرے بینک کا شریعہ بورڈ اسی پروڈکٹ کی اجازت نہیں دیتی جیسے کسی اسلامی مالیاتی ادارے کی شریعہ بورڈ کی طرف سے کرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ کی اجازت دی جاتی ہے جبکہ دیگر کئی اداروں کے شریعہ بورڈ ان عقود کی بوجوہ اجازت نہیں دیتی۔ ان اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت ہی ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے ایک معیاری فارمیٹ کی تیاری میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

شریک نمبر (4) نے اس مسئلہ کے بارے میں فرمایا کہ " ایک آخری چیز جس کا یہاں ذکر کرنا ضروری ہے اور وہ ان تمام چیلنجز کا تتمہ ہے وہ ہے اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت۔ مختصراً آپ اس کو یوں سمجھے کہ بہت سے ایسے موڈ آف ٹرانزکشنز ہیں جن کا ایک بینک کا شریعہ بورڈ اجازت دیتی ہے (وہ الگ بات ہے کہ شریعہ بورڈ کے اس فیصلہ پر بہت سے خارجی عوامل اثر انداز ہوتے ہیں) اور ہو بہو وہی معاملہ اور ٹرانزکشن دوسرے بینک کے شریعہ بورڈ کی نظر میں درست نہیں ہوتا اور بینک کو اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ایسی معاملات میں عدم یکسانیت ایک بڑا چیلنج ہے ۔ور جو ہم نے ذکر کیا کہ ایک معیاری فارمیٹ کی کمی ہے تو آڈٹ کے لیے ایک معیاری فارمیٹ کی تیاری میں یہی چیز سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔"

شریک نمبر (1) نے کہا کہ " دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں مختلف بینکوں میں پراڈکٹس کے policies مختلف ہوتی ہیں۔ مثلاً میں (فرض کریں بینک اسلامی) مرابحہ کے حوالے سے ایک چیز allow نہیں کر رہا تو میزان بینک کر رہا ہے یا میزان نہیں کر رہا لیکن دوبئ اسلامک بینک کر رہا ہے، اسی طرح ہم ، کرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ کی اجازت نہیں دیتے جبکہ دیگر کئی بینکس اس کی اجازت دے دیتے ہیں تو اس حوالے سے بھی external auditors کو مشکلات پیش آتی ہے اور ان کی دور کرنے کی ضرورت ہے یعنی disharmonizing کو ہم کس طرح سے دور کر سکتے ہیں

یہاں پہ ہم ایک رپورٹ بنارہے ہوں گے اور وہاں پہ وہ دوسرا رپورٹ سے نکال رہے ہوں گے، یہاں آڈیٹر کو الگ رپورٹنگ فارمیٹ فولو کرنا ہوتا ہے اور وہاں پر الگ۔ تو ایک ہمیں انڈسٹری کا issue ہے کہ ان کے معاملات standardized نہیں ہیں اور اسی کا اثر ہمارے آڈٹ پر بھی پڑھ رہا ہو گا تو اس حوالے سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر (۳) کے رائے کے مطابق "ایک بہت ہی ضروری بات جس کی طرف میں جارہا ہوں اور شاید مولانا جاوید صاحب نے بھی اس مسئلہ پر روشنی ڈالی ہو اس لیے کہ اس نے آئی کیپ کی طرف سے بنائی گئی اس کمیٹی میں کام کیا ہے جو اس مسئلہ کے حل کے لیے بنائی گئی تھی، وہ ہے ڈس ہارمونائزیشن۔۔۔ اگر آپ دیکھے تو کنونشنل آڈٹ یا فائنانشل آڈٹ کرنا مالیاتی اداروں کے لیے کئی دہائیوں سے ضروری ہے۔۔ اس طویل عرصہ میں کنونشل آڈٹ کئی تجربات سے گزرا ہے اور ملکی وہ بین الاقوامی سطح پر اس پر بہت کام ہوا ہے جس کی نتیجہ میں پوری دنیا میں کنونشل آڈٹ کا ایک لگا بندھا فارمیٹ یا پروسیجر وجود میں آچکا ہے لہذا ایک نارمل آڈیٹر کے لیے آڈٹ کرتے وقت اس حوالے سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی کہ میں نے چیک لسٹ کیسی بنانی ہے، سمپلنگ کیسے کرنی ہے کن کھاتوں کو یا کن کن چیزوں کو چیک کرنا ہے رپورٹنگ کیسے کرنی ہے وغیرہ، اس لیے کہ عرصہ دراز سے نارمل آڈٹ باقاعدگی سے ہورہا ہے اور اس کے لیے درکار تمام ضروری چیزیں ویل ڈاکومنٹڈ ہے۔۔۔ یہ جو ہم کہہ رہے ہیں کہ نارمل آڈٹ کی تمام چیزیں ڈاکومنٹڈ ہیں اس کی بنیادی وجہ ہارمونائزیشن ہے یعنی کنونشل اداروں کے تمام تر معاملات ایک معیاری نظام کے تحت سرانجام دئے جاتے ہیں یا سٹینڈرڈ فارم میں ہوتے ہیں۔۔ جبکہ اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات چونکہ ایک دوسرے سے قدرے مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کے آڈٹ کے لیے کسی لگی بندھی فارمیٹ یا پروسیجر بنانا مشکل ہے۔"

۴۔ ریگولیٹر کی طرف سے آڈٹ فرمز کو شریعہ آڈٹ کے لیے درکار اقدامات بارے پیشگی لائحہ عمل طے نہ کرنا بھی ایک اہم چیلنج ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آڈٹ فرمز کو رجال کار کی کم یابی جیسے مشکلات کا سامنا ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک وجہ نسبتاً معاوضات کی کمی ہے۔ نسبتاً کا مطلب یہ ہے کہ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر جیسے مہارتوں والا انسان آڈٹ کے علاوہ اگر کسی دوسری انڈسٹری میں اپنی خدمات سرانجام دیدے تو آڈٹ فرمز کے مقابلہ میں اس کو دوگنا یا سہ گنا زیادہ معاوضہ ملے گا۔ ایک آڈیٹر کے معاوضات کی حدبندی کے حوالے سے ریگولیٹر کوئی حوصلہ افزا کردار ادا نہ کر سکا ریگولیٹر کا اس طرح سرد مہری دیکھانا ایک اہم ایشو ہے۔

اس چیلنج کے بارے میں صرف شریک نمبر (4) نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ "اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسا ہوتا کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب دراصل تیسرے چیلنج کی نشاندہی کرتا ہے اور وہ یہ کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے ریگولیٹر یعنی ایس بی پی اور ایس ای سی پی نے اس حوالے سے کوئی میکنزم نہیں بنایا ہے۔۔۔ مالی مراعات کی اگر بات کی جائے تو ایس ای سی پی نے آڈٹ فرمز کے لیے اس حوالے سے کوئی حدبندی نہیں کی ہے کہ وہ ایک شریعہ آڈیٹر کو کتنی تنخواہ پر رکھے اس کو اضافی کیا مراعات دی جائے وغیرہ۔۔ لہذا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ریگولیٹر اس حوالے سے کوئی واضح لائحہ عمل نہیں دے سکا۔"

۵۔ ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے مناسب نصاب سازی کا فقدان بھی بہت بڑا چیلنج ہے۔

نصاب سازی رجال سازی کا اہم ذریعہ ہے،ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے فیلڈ میں اس وقت رجال کار کی کمی کا جو اہم چیلنج اس وقت درپیش ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ گریجویشن اور ماسٹر لیول پر نصاب سازی کا نہ ہونا ہے پاکستان بھر میں جتنے بھی ایسے تعلیمی ادارے ہیں جو اسلامی معیشت یا اسلامی مالیات میں گریجویشن،ماسٹر یا اختصاصی کورس کرواتے ہیں ان کے نصاب میں شریعہ آڈٹ اختصاصی کورس کی حیثیت سے شامل نہ ہو سکا یہ ادارے اگرچہ جزوی طور پر شریعہ آڈٹ کا مضمون ادھا آفر کرتے ہیں جس کی وجہ سے ایک گریجویٹ کو شریعہ آڈٹ کے بنیادی قواعد وضوابط اور اصولوں کا علم ہو ہی جاتا ہے تاہم وہ اس فن کا ماہر نہیں بن سکتا۔ چنانچہ اس حوالے سے شرکاء کے مختلف آراء سامنے آئیں۔

شریک نمبر (4) کے ہاں نصاب سازی بھی ایک اہم چیلنج ہے" مثلاً ایونیورسٹی لیول پر شریعہ آڈٹ کا شاید کوئی ایک کورس آدھ شامل نصاب ہو لیکن باقاعدہ اس کا الگ کوئی نصاب نہیں ہے جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مالیاتی اداروں کے معاملات تو اسلامی ہوئے لیکن ان کا آزادانہ محاسبہ درکار صلاحیتوں کی فقدان کی وجہ سے ممکن نہ ہو سکا۔۔ مثلاً اگر آپ کسی بھی ماسٹر لیول کے طالب علم سے پوچھے جس نے ماسٹر میں اسلامک لاء آف کنٹریکٹ پڑھا ہو کہ مرابحہ میں کتنے اسٹیپس ہوتے ہیں تو وہ فر فر بتا سکے گا لیکن اگر آپ اسے پوچھے کہ اس کی اکاؤنٹنگ کیسی ہو گی؟ یا اس ٹرانزکشن کو کن معیارات پر پرکھا جائے کہ یہ شرعی اعتبار سے درست بھی ہے یا نہیں،جو کہ دراصل اڈٹ ہی ہے تو وہ یہ بتانے سے قاصر ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ نہ تو یونیورسٹی لیول پر نصاب سازی پر توجہ دی گئی ہے اور نہ ہی ان مدارس میں اس حوالے سے کوئی کام ہو رہا ہے جہاں فقہ المعاملات پڑھائی جاتی ہے۔۔ لہذا نصاب سازی کا فقدان ایک بڑا چیلنج ہے۔"

شریک نمبر (3) نے اپنی رائے کا اظہار یوں کیا کہ " یہاں تک تو ریگولیٹر یا آڈٹ فرمز کی بات ہوئی جہاں تک ہمارے تعلیمی اداروں کا تعلق ہے تو وہ بھی اس سلسلے میں کوئی حوصلہ افزا نتائج یا تو بالکل دے نہ سکیں یا اگر دے سکیں تو وہ بھی معمولی نوعیت کے ہے مثلاً آپ جامعۃ الرشید، اسلامک یونیورسٹی، آئی بی اے اور آئی ایم سائنسز وغیرہ جیسے تعلیمی اداروں کی مثال لے لیں جو اس وقت اسلامک فائنانس کی ترویج کے لیے کوشاں ہیں ان اداروں کے نصاب میں شریعہ آڈٹ کا مضمون سرے سے شامل نہیں ہے اختصاصی طور پر شریعہ آڈٹ پڑھانا تو دور کی بات ہے لہذا تعلیمی نصاب میں شریعہ آڈٹ کا شامل نہ ہونا ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کو جلد از جلد دور کرنے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر (1) نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ " شریعہ آڈٹ اگر Curriculum میں پڑھایا جائے تو اس کی وجہ سے ہم بہت سے ایشوز پر قابو پایا جا سکتا ہے لیکن شوئے قسمت دیکھیے کہ ہمارے ہاں شریعہ آڈٹ تو بعد کی بات ہے،ہمارے جتنے بھی کورسز جو چل رہے ہیں چاہے جس ادارے میں بھی ہوں Ph.D. level پر ہو، MS level پر ہو یا Master level پر اور یا جو ادارے تخصصات میں Islamic Finance کو لا رہے ہیں ان کو چاہیے کہ اسٹوڈنٹس کو سب سے پہلے Conventional audit ہی اچھے معیار کی پڑھائی جائے، شریعہ آڈٹ انسان پڑھ لے گا جب اس کے پاس کنونشنل آڈٹ کے بارے میں کافی علم ہو۔ اس کے بعد چاہے وہ تخصص فی المعاملات کی فیلڈ سے ہے یا وہ پی ایچ ڈی، ایم ایس اور یا ماسٹر کر رہا ہے تو وہ شریعہ آڈٹ اور اسلامک بینکنگ آسانی سے پڑھ لے گا۔۔ پھر اگر کنونشنل اڈٹ کے ساتھ ساتھ شریعہ آڈٹ کے کورسز بھی نصاب میں شامل ہو تو وہ سونے پہ سہاگہ ہے لیکن audit کی جو Skills اور knowledge ہے نا! اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔"

شریک نمبر(5) نے فرمایا کہ "شاید یہ بات پہلے آپ کے سامنے آئی ہو یا جن ماہرین کی آپ نے رائے لی ہے ابھی تک انہوں نے اس مسئلہ کی نشاندہی کی ہو اور وہ نصاب سازی کا ایشو ہے میرے خیال میں شریعہ آڈٹ کے لیے بالکل الگ نصاب کی ضرورت نہیں ہے بلکہ کنونشنل آڈٹ کے مضامین کے ساتھ اس کے لیے چند کورسز مختص کرنی چاہیے اس لیے کہ ان دونوں کا آپ الگ نہیں کر سکتے ایک بندہ شریعہ آڈٹ میں اسوقت تک کمال پیدا ہی نہیں کر سکتا جب تک اس کو مروجہ آڈٹ اور اس کے اصولوں پر عبور حاصل نہ ہو البتہ عملی طور پر مناسب تربیت کے حوالے سے کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے یہ جو میں کہہ رہا ہوں کہ الگ نصاب کی ضرورت نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ کتابوں میں ہم کیا کچھ نہیں پڑھتے لیکن جب بات آتی ہے اس علم اور پڑھے ہوئے کی تنفیذ کی، تب ہم سرگرداں ہوتے ہیں کہ اس مرحلہ پر مجھے کیا کرنا ہے۔ اور اس کا اہم سبب یہ بھی ہے کہ کتاب اور پریکٹیکل میں زمین واسمان کا فرق ہوتا ہے۔"

۶۔ ایکسٹرنل شریعہ آڈیٹر کے مناسب تربیت کا فقدان ایک اہم ایشو ہے۔

رجال کار کی کمی کی وجہ سے پہلے سے ہی آڈٹ فیلڈ مشکلات کا شکار ہے اور رہی سہی کسر شریعہ آڈیٹر کے مناسب ترتیب کی فقدان نے پوری کی اور یہ ایک ایسی خامی ہے جس کی طرف ابھی تک آڈٹ فرمز بشمول ریگولیٹر نے خاطر خواہ توجہ نہیں دی ہے برخلاف اسلامک بینکس کے کہ وہاں انٹرنل آڈٹس وغیرہ جیسے ڈیپارٹمنٹس میں کام کرنے والوں کو ضروری بنیادی تربیت کے مراحل سے پابندی سے گزارا جاتا ہے۔
شریک نمبر(4) نے اس بابت بتایا رہی بات کہ "اس فیلڈ میں ایسے لوگ آتے ہیں جو مجبور ہوتے ہیں اور کم لاگت کی وجہ سے آڈٹ فرمز ایسے ہی لوگوں کو اپنے ہاں رکھنے کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ اس کے پاس متعلقہ صلاحیت سرے سے موجود ہی نہ ہو تو اس حوالے سے بھی آڈٹ فرمز بشمول ریگولیٹر نے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کی ہیں کہ وہ ایسے لوگوں کو مناسب عملی تربیت فراہم کرے یعنی کیپیسٹی بلڈنگ کرے۔ البتہ اسلامک بینکس میں اس حوالے سے کام ہو رہا ہے کیونکہ ایس بی پی کی طرف سے اس مقصد کے لیے نیباف نامی ایک مستقل ادارے کا قیام عمل میں لایا گیا ہے تاکہ انٹرنل آڈٹ سے متعلقہ لوگوں کی مناسب تربیت کی جاسکے۔۔
شریک نمبر(3) نے اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی کہ "ایک اہم مسئلہ کیپیسٹی بلڈنگ پر محنت کا ہے، اچھا دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے پاس اس محنت کے بھی پہلو ہیں: ایک پہلو تو یہ ہے کہ یہ جو ادارے ہیں (یعنی ریگولیٹر) اداروں کی سطح پر محنت نہیں ہے یعنی ریگولیٹری کی سطح پر ایسی محنت نہیں ہے جس سطح کی ضرورت ہے یا کم از کم کیپیسٹی بلڈنگ پر اس لیول کی محنت ہو جس لیول پر بینکس میں کوششیں ہو رہی ہیں۔ مثلاً اگر آپ دیکھے تو سٹیٹ بینک آف پاکستان اسلامی بینکس کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ اپنی ملازمین کی نالج بڑھانے کے لیے وقتاً فوقتاً ٹریننگز کا اہتمام کریں تاکہ ان کو مستقبل میں ترقی کے مواقع مل سکیں اور خود ایس بی پی نے اس مقصد کے لیے اپنے زیر نگرانی نیباف کے نام سے ایک مستقل ادارہ کی بنیاد رکھی ہے۔۔۔ علاوہ ازیں آڈٹ فرم کی طرف سے بھی اس سلسلے میں کوئی واضح لائحہ عمل اختیار نہیں کیا گیا ہے جس کی ذریعے وہ اپنے آڈیٹر کی کیپیسٹی بلڈنگ کر سکیں۔"

شریک نمبر(2) نے کہا کہ دوسری چیز مناسب آڈٹ ٹریننگ یعنی پروفیشنل ٹریننگ کا فقدان ہے شریعہ آڈیٹر کے مناسب ٹریننگ کے لیے نہ تو ریگولیٹر ابھی تک کوئی روڈمیپ دے سکا اور نہ ہی آڈٹ فرمز اپنی طرف سے کوئی لائحہ عمل بنا سکے۔۔۔ اور میری ذاتی رائے کے مطابق اس میں سب سے زیادہ

رول ریگولیٹر کو ادا کرنا چاہیے کیونکہ ٹریننگ دینا تو آڈٹ فرمز کے لیے لاگت کا باعث ہے یعنی اس پر اچھا خاصہ پیسہ خرچ ہوتا ہے تو وہ کیونکر اپنا سرمایہ ضائع کریں(یہ ان کے نظر میں تو سرمایہ کا ضیاع ہے اگرچہ انڈسٹری کے رواج کے مطابق یہ مستقبل کے لیے سرمایہ کاری ہے) جس طرح سٹیٹ بینک نے نباف کے ذریعے شریعہ سکالرز کے لیے کورس ڈیزائن کیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ایسے حضرات تیار کے جائیں کہ جس کے پاس شریعہ نالج ہو اور ساتھ ساتھ ان کو کارپوریٹ ورلڈ کے اور وہاں کی بزنسز کی نالج بھی دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ریگولیٹر اس طرف نظر کرم فرمائے تو اس کے دورس اثرات آنا شروع ہو جائینگے۔۔

شریک نمبر(1) نے اپنی رائے دیتے ہوئے کہا کہ "دوسری بات یہ ہے کہ جو اس وقت آڈیٹرز ہیں ان کے پاس پیشہ ورانہ تربیت کا فقدان ہے کسی بھی آڈٹ فرم کے پاس اس بابت کوئی واضح پروسیجر موجود نہیں ہے کہ وہ اپنی سٹاف کی پیشہ ورانہ تربیت کر سکیں ان کو بینکنگ کے اپریشنز کے متعلق بتایا جاسکے بایں وجہ ان کے پاس banking experience بالکل بھی نہیں ہوتا اوران کا سارا experience آڈٹ ہی کا ہے۔چونکہ ان کو اپریشنز سے متعلق اتنی جان کاری نہیں ہوتی اس لیے وہ معمولی بات پر بینک انتظامیہ اور شریعہ ڈیپارٹمنٹ سے الجھ پڑتا ہے۔ یہ تو ہو گیا ان کی competence حوالے سے جس پر سوالات اُٹھائے جاتے ہیں۔"

۷۔ کنونشنل آڈٹ کی طرح ایک تفصیلی فریم ورک یا فارمیٹ کا نہ ہونا بھی ایک اہم ایشو ہے۔

دنیا بھر میں ایسی مالیاتی ادارے جو لوگوں سے ان کے بچتیں جمع کرتی ہیں ان کے لیے فائنانشل ایکسٹرنل آڈٹ کرانا قانوناً کئی دہائیوں سے لازم قرار دیا گیا ہے، جس کی باعث دنیا کے ہر کونے میں اپنی خدمات فراہم کرنے والے ہر فرم پر سالانہ فائنانشل آڈٹ کرانا لازمی ہے جس کی نتیجہ میں ان اداروں کے معاملات میں شفافیت کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ فائنانشل آڈٹ کے جملہ اپریشنز بشمول آڈٹ پروسیجر، آڈٹ اسکوپ اور آڈٹ فارمیٹنگ وغیرہ کا طریقہ کار پہلے سے طے شدہ ہے اور بالآخر ایک معیاری شکل میں دنیا کے سامنے موجود ہے اس کی بنیادی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا کہ کسی بھی کونے میں آپ جائے مروجہ مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات میں یکسانیت دیکھنے میں آئی گی دوسری وجہ یہ ہے کہ فائنانشل آڈٹ کئی دہائیوں کے تجرباتی مراحل سے گزرا ہے،اس کے برعکس ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ ایک نوزائیدہ نظام ہے جو دنیا کے اکثر حصوں میں ابھی تک نافذ العمل ہی نہیں ہے اس لیے معیاری فریم ورک کے تحت لانے میں اس کو ایک لمبا عرصہ تک تجرباتی مراحل سے گزارنا پڑے گا۔ لہٰذا یہ ایک ایسا چیلنج ہے جس کو سر کرنے کے لیے ایک طویل المدتی جدوجہد کی ضرورت ہے۔

شریک نمبر(4) آڈٹ کے لیے تفصیلی فریم ورک نہ ہونے کے بارے میں فرمایا کہ "ہم نے یہ کہا تھا کہ ذی استعداد لوگوں کا اس طرف رجحان بوجوہ کم ہے بلکہ نفس رجال کار کی پہلے سے کمی ہے لہٰذا ضروری ہوا کہ جو کم استعداد والے آڈیٹرز ہیں ان کے لیے کنونشنل آڈٹ کی طرح ایک لگی بندھی فارمیٹ ہوتا کہ وہ اس کے مطابق آڈٹ کر سکیں جس کی وجہ غلطیوں یا کوتاہیوں کا امکان کم سے کم رہے گا۔ لیکن اس حوالے سے بھی نہ ہی آئی کیپ اور نہ ہی ایس ای سی پی کوئی تفصیلی فارمیٹ تیار کر سکیں اگرچہ ایس جی ایف کے نفاذ کے بعد آئی کیپ کی یہ ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ وہ متعلقہ اسٹیک

ہولڈرز اور ماہرین سے مل کر ایک تفصیلی فارمیٹ تیار کرے۔لہذا تفصیلی فارمیٹ کا نہ ہونا بھی ایک اہم ایشو اور چیلنج ہے جس کا اسوقت شریعہ آڈیٹرز اور آڈٹ فرمز کو سامنا ہے۔"

شریک نمبر (2) نے اس ایشو اور چیلنج کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ "دوسری بڑی کمی جو محسوس کی جارہی ہے وہ ہے ایک تفصیلی فریم ورک کا نہ ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں شریعہ آڈٹ کا موازنہ کروں ایک فنانشل آڈٹ کے ساتھ تو اس میں بہت سے خامیاں نظر آجائے گی مثلاً اگر کوئی آڈیٹر کنونشنل آڈٹ کرنے جاتا ہے تو اس کے پاس کرنے جاتی ہے تو اس کے پاس ہر ہر پہلو، ہر ہر حصے کے اوپر، کمپلائنس، ریگولیشن اور آپریشن سے تعلق اتنی واضح ہدایات ہوتی ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے لیے آڈٹ پرفارم کرنا آسان ہو جاتا ہے اس کے برخلاف اگر کوئی شریعہ آڈیٹر جاتا ہے اور وہ کسی ادارے کا پہلی دفعہ آڈٹ کنڈکٹ کررہا ہو تو اس کے پاس کوئی ایسا تفصیلی فریم ورک پیچھے موجود نہیں ہے جو اس کو یہ بتا سکے کہ اس قدم پر یہ کام کرنا ہے، سیمپلنگ کی کرائیٹیریا زیہ ہے، اور آڈٹ رپورٹ ڈیزائن کرنی ہے تو کیسے کرنی ہے، اور اگر انسپیکشن کرنی ہے تو کیسے فیزیکل طور پر کرنی ہے۔ان تمام سوالات کے جوابات سے متعلق ان کے پاس کوئی تفصیلی فریم ورک نہیں ہوتا۔اگر بات کروں آیوفی آڈٹ سٹینڈرڈز کا تو وہ بھی اجمالی ہیں، کیونکہ میں ۲۰۱۴ میں میں نے آیوفی کا امتحان دیا تھا، اس دوران مجھے مطالعے کا موقع ملا تو مجھے محسوس ہوا کہ وہ ایک اجمالی فریم ورک ہے اس کے مقابلے میں انڈونیشیا کے اندر فریم ورک کے حوالے سے تفصیل سے کام ہوا ہے تو اس طرح اگر کوئی تفصیلی فریم ورک بالخصوص آئی کیپ کے مدد سے اسٹیبلش ہو جو کسی ایکسٹرنل آڈیٹر کو بتائے کہ اس کو کس طرح کام کرنا ہے بالکل اسی طرح جس طرح اسلامک بینکنگ کے لیے ایس جی ایف ہے۔وہ اسلامک بینکس کو یہ بتاتا ہے کس مرحلے پر کون سا کام کرنا ہے، کس طرح کرنا ہے اور کس حد تک کرنا ہے وغیرہ۔"

شریک نمبر (1) نے کہا کہ "کچھ عرصہ پہلے ICAPنے اسلامک بینکنگ کے تمام پراڈکٹس کے Standardized آڈٹ کے حوالے سے ایک اقدام کیا تھا، یعنی ایک ایسے معیاری میکنزم کی تیاری کے لیے ورکنگ شروع کی تھی جس کو فالو کر کے تمام اسلامک بینکس کا سٹینڈرڈائزڈ آڈٹ کیا جاسکے، اس سے پہلے چونکہ اسٹیٹ بینک کا بھی یہی کہنا تھا کہ آڈیٹرز کے طریقہ کار میں فرق بہت ہے تو انہوں نے بینکوں اور مختلف آڈٹ فرمز کو involve کیا کہ آپ سب مل کر اس پر کام کرلیں تاکہ آڈٹ چیک لسٹ، آڈٹ ورکنگ پیپرز اور آڈٹ کے طریقہ کار کو standardize کرلیں تو اس پر دو تین سال پہلے کام ہوا تھا جس میں میں بھی شریک تھا اور اس اقدام کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ جس طرح normal audit میں ہر ایک چیز پہلے سے طے شدہ معیار کے مطابق چیک ہوتی ہے اسی طرح شریعہ آڈٹ کے لیے بھی ہمیں ایک standardize format کی ضرورت ہے جو شریعہ آڈیٹر کو اس حوالے سے مکمل راہ نمائی فراہم کرسکے کہ کہاں کہاں پر ہم نے کیا کیا چیزیں check کرنی ہیں اور کب اور کیسی چیک کرنی ہے۔"

شریک نمبر (3) نے لب کشائی کرتے ہوئے فرمایا کہ "اب آتے ہیں ڈس ہارمونائزیشن کی طرف۔۔اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات سٹینڈرڈائزڈ نہیں ہے ،اس کے دو مطلب ہے پہلا یہ کہ اگر کسی ایک اسلامک بینک سے آپ مرابحہ فائنانسنگ لے رہے ہے تو اس کا طریقہ کار کچھ ہو گا اور اگر یہی مرابحہ فائنانسگ کسی دوسرے اسلامک بینک سے لے لے تو اس کا طریقہ کار اور ریکوائرمنٹس کچھ اور ہونگے۔۔اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ پاکستان میں تین چار ایسے موڈ آف فائنانسنگ ہیں جو کنٹرورشل ہے مثلاً کرنسی سلم، تورق اور کریڈٹ کارڈ۔۔۔میزان بینک جو لیڈنگ اسلامک بینک ہے وہ ان میں سے کسی ایک کا بھی اجازت نہیں دیتا۔۔۔جبکہ ایک دو ایسے اسلامی بینکس موجود ہیں جو ان سب کی یا ان میں سے

بعض کی نہ صرف اجازت دیتے ہیں بلکہ ان پر عمل پیرا بھی ہے۔۔۔تو یہ ڈس ہامورنائزیشن ایک بہت بڑا چیلنج ہے جس کا اسلامی مالیاتی اداروں کو سامنا ہے اور جس کی وجہ سے ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کے لیے کسی معیاری فارمیٹ کی تیاری موئخر ہے۔"

۸۔مناسب کیرئیر کونسلنگ کی فقدان کی وجہ سے بھی نئے لوگوں کا ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کی فیلڈ کی طرف رجحان نہیں ہے۔

ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو اس وقت جس اہم ایشو اور چیلنج کا سامنا ہے وہ کیرئیر کونسلنگ کا فقدان ہے اس کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کا اسلامی مالیات سے کسی نہ کسی طرح واسطہ ہے ان کو اپنی اساتذہ یا بڑوں کی طرف سے مستقبل کے اہداف کی تعیین میں راہ نمائی مل جاتی ہے کہ وہ مستقبل میں جاکر کس شعبہ کو بطور پیشہ اختیار کریں۔ ایسے لوگوں کی زیادہ تر راہ نمائی اسلامی بینکس، اسلامک فائنانشل مارکیٹس، تکافل اور انٹرنل شریعہ آڈٹ کی طرف کی جاتی ہے لیکن ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو بطور پیشہ اختیار کرنے کا شاذونادر ہی کوئی مشورہ دیتا ہے جس کی وجہ سے باصلاحیت ، محنتی اور مخلص لوگوں کا اس طرف رجحان کم سے کم تر ہوتا جارہا ہے۔

اس نرالے ایشو کو ہائی لائٹ کرتے ہوئے شریک نمبر (3) کا کہنا تھا کہ "ریگولیٹر، آڈٹ فرمز اور تعلیمی اداروں کے ضروری اصلاحات کے بعد طلبہ کی مناسب ذہن سازی ہونے چاہیے اور ان کو یہ باور کرانا چاہیے کہ شریعہ آڈیٹر کو بطور پیشہ اختیار کرکے اس کے پاس روشن مستقبل کے مواقع موجود ہیں۔۔لہذا اس حوالے سے اس فیلڈ میں آنے والے لوگوں کی مناسب کونسلنگ ہونی چاہیے اور یہی وہ اہم وسیلہ ہے جس کی ذریعے ہم ذی استعداد اور اپنے پیشے سے مخلص ہیومن ریسوسز کو اس طرف مائل کرسکتے ہیں۔۔۔مناسب کیریئر کونسلنگ کی فقدان کی وجہ سے شریعہ اڈٹ کا فیلڈ ابھی تک لوگوں کی توجہ کا مرکز نہیں بن سکا۔"

شریک نمبر (5) نے بھی اس طرف توجہ مبذول کرائی کہ "ہمارے ہاں جو تخصصات ہوتے ہیں ان کے گریجویٹس کا دیگر اسلامی مالیاتی اداروں کے طرف آنے کا رجحان زیادہ ہے بانسبت اس شریعہ اڈٹنگ کی طرف، مثلاً آپ کراچی کی مثال لے لے یہاں جتنے بھی اسلامی مالیاتی ادارے ہیں ان میں اکثریت ہمارے کراچی کے دو تین نامی گرامی مدارس کے فضلاء کا ہے البتہ جو آڈٹ فرمز ہیں ان میں کوئی خال خال نظر آئے گا۔ اب یہ ایک الگ کہانی ہے کہ یہ فضلاء اس طرف کیوں نہیں آتے۔۔لہذا ہمارے مدارس کے ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے فضلاء کو اس فیلڈ کی طرف آنے کی دعوت دے اور اس شعبہ کی اہمیت ان کے سامنے رکھے کہ آڈٹ کے بغیر کوئی بھی شعبہ ترقی نہیں کرسکتا اس شعبہ کے فضائل بیان کریں اور انڈسٹری کے ماہرین سے وقتاً فوقتاً لیکچرز دلوائیں تاکہ وہ اس شعبہ کو بھی اسلامی مالیات کا ایک شعبہ سمجھے۔"

نمبر شمار	شریک نمبر	چیلنجز / ایشوز

		ماہرین کی بے رغبتی	آڈٹ کے دورانیہ میں یکسانیت اور ذمہ داریوں کا بوجھ	اسلامی مالیاتی اداروں کے معاملات میں عدم یکسانیت	ریگولیٹرز کی طرف سے مسائل کے حل کے لیے پیشگی اقدامات کا فقدان	نصاب سازی کا فقدان	مناسب تربیت کا فقدان	تفصیلی فریم ورک یا فارمیٹ کا نہ ہونا	کیریئر کونسلنگ کا فقدان
1	1	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں
2	2	ہاں	نہیں	نہیں	نہیں	نہیں	ہاں	ہاں	نہیں
3	3	ہاں	نہیں	نہیں	نہیں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں
4	4	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں
5	5	ہاں	ہاں	ہاں	نہیں	ہاں	نہیں	نہیں	ہاں

خلاصہ

اس ریسرچ پیپر میں اس بات کو زیر بحث لایا گیا ہے کہ کس طرح اسلامی مالیاتی اداروں کے جملہ معاملات کے بارے میں تمام اسٹیک ہولڈرز کو یہ باور کرایا جائے کہ آپ نے اپنے سرمایہ کے حصول یا سرمایہ کے استعمال کے لیے جس پلیٹ فارم کا انتخاب کیا ہے وہ نہ صرف شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہے بلکہ وہ مروجہ مالیاتی اداروں سے یکسر مختلف ہے اور مسلسل اس کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے اور اس معاملہ میں کسی قسم کی کوتاہی کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ اس کے علاوہ اسٹیک ہولڈرز کے اعتماد کو برقرار رکھنے اور اسلامی مالیاتی اداروں کو اسلامی تعلیمات کے روح کے مطابق چلانے کے لیے ایک معیاری نظام کی ضرورت ہے لہٰذا ایس بی پی نے ایس جی ایف کا مرحلہ وار نفاذ کیا اور اسلامی مالیاتی اداروں کو ایس جی ایف پر عمل درآمد کو لازمی قرار دیا، اس پیپر میں ایس جی ایف کے مختلف ڈرافٹس کا تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے اور ساتھ میں ایس بی پی کے علاوہ آیوفی اور آئی ایف ایس بی کا ایس جی ایف کے بابت مؤقف کو بھی بیان کیا ہے، اس پیپر میں بنیادی طور پر ایس جی ایف کے اہم جز ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ، اس پر اٹھنے والے اعتراضات اور اس راہ میں حائل رکاوٹوں اور چیلنجوں کا ماہرین کی آراء کی روشنی میں جائزہ لیا گیا ہے کہ اس وقت تنفیذ کے بعد پاکستان میں ایکسٹرنل شریعہ آڈٹ کو کیا رکاوٹیں درپیش ہیں۔

[1] Ayub, M. (2019). Chapter 21 Strengths, Gaps and Issues in Shari'ah Governance Framework 2015 for IBIs in Pakistan. In Research in Corporate and Shari'ah Governance in the Muslim World: Theory and Practice (pp. 261–275). https://doi.org/10.1108/978-1-78973-007-420191023

[2] Ayaz, M., & Mansoori, M. T. (2017). Strengthening Corporate Governance Regime for Islamic Banks in Pakistan: Focusing on the Principles of Amana and Mas'ulıyah. Journal of Islamic Business and Management (JIBM), 7(2), 178–196. https://doi.org/10.26501/jibm/2017.0702-003

[3] Ahmed, M. M., Zia Uddin, & Iqbal, M. (2017). The Role of Shariah Board in Islamic Banks: Pakistan's Perspective. Global Regional Review, II(I), 356–363. https://doi.org/10.31703/grr.2017(ii-i).25

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.